اُردو زبان و ادب اور جدوجہد آزادی

محمد اقبال

Muhammad Iqbal

Ph.D Scholar, Department of Urdu,
Lahore Garrison University, Lahore.

محمد عارف

Muhammad Arif

Lecturer, Department of Urdu,
Federal Govt. College, Sialkot.

Abstract:

Literature or Language is the name of transferring of feelings and thinking in a proper way. Literature is the source of passionated people as well.The War of Independence 1857 ended in disaster for the people of India especialy for Muslims. It was time,Urdu press and Urdu leadership made part of main street India as well as mainstream media.Urdu played the most important role in the freedom Movement.Urdu journalists, poets and writers sacrificed their lives,careers and comforts for the freedom of their country. Several Urdu writers were imprisoned and several others were hanged. In this article it will be analyzed the role of Urdu in freedom movement.

ترقی وتنزلی چند لمحات یا دنوں کا نتیجہ نہیں ہوتی بل کہ یہ سفر کئی سالوں پر محیط ہوتا ہے۔ برصغیر پر انگریزوں کا غاصبانہ قبضہ اور آزادی کا غلامی میں بدل جانا بھی، کئی سالوں کی ہماری غفلت کا نتیجہ تھا اور دشمن کی کئی سالوں کی منصوبہ بندی تھی۔ ۱۸۵۷ء کے بعد ہندوستان کا نقشہ بدل گیا، ہنستے بستے گھر اجڑ گئے، علم وادب کے گہوارے اور مراکز تباہ ہو گئے۔

اس پرفتن دور میں اردو شاعری نے بھی ہندوستانی عوام کے دلوں میں نیا جوش پیدا کیا۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد اردو ادب میں انگریزوں کے مظالم کو بیان کیا گیا۔ غالب اور میر نے بھی غلام ہندوستان کا نقشہ اپنی اُردو شاعری میں پیش کیا۔ دلّی کی بدحالی اور پریشانیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے میر تقی میر نے لکھا:

دلّی جو ایک شہر تھا عالم میں انتخاب
رہتے تھے منتخب ہی جہاں روزگار کے
جس کو فلک نے لوٹ کے ویران کر دیا
ہم رہنے والے ہیں اسی اجڑے دیار کے(۱)

کسی بھی نعمت کی اتنی قدر و قیمت اس وقت ہوتی ہے جب وہ چھن جاتی ہے۔ آزادی کے چھن جانے کے بعد یہاں کے باشندوں کو آزادی کا احساس ہوا۔ ۱۸۵۷ء کی پہلی جنگ آزادی کے بعد وقت کا یہ تقاضا تھا کہ قلم سے تلوار کا کام لیا جائے۔ ان حالات کے نتیجے میں اُردو ادیبوں نے اپنی تحریروں کا موضوع تحریکِ آزادی کو بنا لیا اور آزادی کا احساس اور جذبہ پیدا کرنے لگے لیکن چوں کہ حالات اتنے گھمبیر تھے اس لیے اشارے اور کنایے سے اپنے پیغام کی ترسیل کی گئی۔ ادب کا کام ذہن سازی ہوتا ہے، بہ قول آل احمد سرور:

''ادب انقلاب نہیں لاتا بلکہ انقلاب کے لیے ذہن کو بیدار کرتا ہے۔''(۲)

ادب زندگی کی حقیقتوں اور ضرورتوں کا ایک ایسا عکس ہوتا ہے جو خود زندگی سے اثر لیتا بھی ہے اور اس پر اثر ڈالتا بھی ہے۔ زندگی کی وسعتوں کے ساتھ اس میں پھیلاؤ آتا ہے۔ میسلو کے مطابق انسان کی بھوک، پیاس اور زندہ رہنے کی ضرورت بنیادی ہے جب کہ تصور بالذات اور آزادی کا تصور اس کا ایک اعلیٰ درجہ کا تصور اور ضرورت ہے جو اس کی پختگیِ فکر اور رفعتِ تخیل کی آئینہ دار ہوتی ہے۔(۳) ہندوستان کے لوگوں میں جنگ آزادی کے فوری بعد بنیادی ضرورت کو ہی اولیت حاصل تھی، اس کے بعد ان کی ضرورتوں اور تصورات میں وسعت پیدا ہوئی اور اس طرح اردو ادب میں آزادی کے تصورات پختہ ہوتے چلے گئے۔ ان تصورات میں شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے ہر فرد نے کردار ادا کیا اور اردو ادیبوں نے اس کی نہ صرف مجموعی تصویر کشی کی بل کہ اس میں رنگ بھی بھرے۔ اردو زبان و ادب کے متعلق پروفیسر آل احمد سرور یوں رقم طراز ہیں:

''اردو ادب کا لہلہاتا ہوا باغ تنہا ایک باغبان کی محنت کا ثمرہ نہیں۔
اس کی آبیاری مختلف جماعتوں، مذاہب اور ممالک نے مل کر کی ہے
اس کی تعمیر میں بہتوں نے اپنا خون پسینہ ایک کیا ہے۔ فقیروں اور
درویشوں نے اس پر برکت کا ہاتھ رکھا ہے۔ بادشاہوں نے اسے
منھ لگایا ہے۔ سپاہیوں نے زبانِ تیغ اور تیغِ زبان دونوں کے جوہر

دکھائے ہیں پھر بھی یہ جمہور کی زبان اور جمہور کا ادب ہے۔'' (۴)

قوم کی بیداری، سیاسی شعور، معاشرتی حقائق سے آگاہی اور قومی وملی جذبہ پیدا کرنے میں جو کردار، اردو زبان وادب نے ادا کیا وہ کسی اور زبان نے نہیں کیا۔ یہ زبان ہمارے ملک کی تہذیب کی امین بھی ہے، مذہبی روایات کی ترجمان بھی۔ سیاسی شعور کا آلہ کار بھی ہے اور معاشرتی علوم وفنون کا خزینہ بھی۔ اردو کے متعلق پنڈت جواہر لال نہرو نے یوں اپنے خیالات کا اظہار کیا:

''اردو ہندوستانی کے تہذیبی کڑھاؤ میں تاریخ کی آنچ میں پکے ہوئے لاتعداد عناصر سے تیار کیمیا ہے جسے ہم چاہیں بھی تو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ تلسی کی رام چرت مانس ہو یا سکھ مذہب کا گروگرانتھ صاحب یا شاہ عبدالقادر کا قرآن حکیم کا ترجمہ۔ ان میں زبان کا جو خمیر اٹھ رہا ہے اس سے اردو بڑھی اور پنپی ہے۔'' (۵)

اردو زبان ہندوستان کی دیگر زبانوں میں مرکزی حیثیت حاصل ہے جس نے تحریک آزادی میں گراں قدر خدمات انجام دیں ہیں۔ اردو زبان کے شعرا اور ادبا نے اپنے قلم کے ذریعے آزادی کی جدوجہد میں اپنی ذہنی استعداد اور صلاحیت کے مطابق بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ملک کے ہر کونے میں ہمیشہ گونجنے والا فلک شگاف نعرہ ''انقلاب زندہ باد'' بھی اُردو زبان ہی کا مرہون منت ہے اور اسی نعرے عوام میں جوش وجذبہ پیدا کرنے کے علاوہ دشمن کے حوصلے کو پست کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ ہر دور کی کسی بھی جنگ میں قلم کا کردار اہم رہا ہے، قلم ہی الفاظ کے ذریعے پیغام اور خیال کی ترسیل وتبلیغ کا کام کرتا ہے۔ قلم ہی جذبہ پیدا کرنے کا ذریعہ بنتا ہے اور یہ جذبہ ہی سب سے بڑا اسلحہ کا کردار ادا کرتا ہے۔ ہندوستان کی آزادی میں بھی قلم نے اہم کردار ادا کیا اور زبانوں میں اس جنگ آزادی میں اردو زبان کی بنیادی حیثیت رہی۔ بقولِ شارب ردولوی:

''ہندوستان کی جنگِ آزادی دو اسلحہ سے لڑی گئی۔ ایک اہنسا، دوسرا اُردو زبان۔'' (۶)

اردو کی تمام اصناف سخن میں آزادی اور حب الوطنی کا پرچار کیا گیا ہے۔ نظمیہ شاعری میں یہ جذبہ زیادہ عیاں اور واضح ہے۔ خاص طور پر جدوجہد آزادی کے زمانے کی تخلیق کردہ زیادہ تر نظموں میں وطن سے محبت اور آزادی کا تصور ابھر کر سامنے آتا ہے۔ کرنل ہالرائڈ اور محمد حسین آزاد کی مشترکہ کاوشوں سے پنجاب میں نظم جدید کی تحریک کا آغاز ہوا، اور یہ اردو نظم اس دور کے حالات اور مسائل کی ترجمان بن گئی۔ ان نظم گو شعرا میں الطاف حسین حالی، علامہ شبلی نعمانی، محمد حسین آزاد، اسمٰعیل میرٹھی، سرور جہاں آبادی، برج نرائن چکبست، علامہ اقبال، مولانا حسرت موہانی، جوش ملیح آبادی، اکبر الہ آبادی، علی سردار جعفری، مخدوم محی الدین، مجاز، فیض احمد فیض وغیرہ کا شمار ہوتا ہے۔

الطاف حسین حالی کی نظموں کے ذریعے اردو شاعری میں ایک خاموش انقلاب کی ابتدا ہوئی، انھوں نے قوم کو سیاسی، سماجی اور تہذیبی و معاشرتی اقدار و روایات کا احساس دلایا۔ یہ دور سیاسی، سماجی انتشار کا تھا، اس دور میں مختلف تحاریک کا آغاز ہو چکا تھا۔ نظم جدید تحریک سے متاثر ہو کر حالی نے ''حب وطن'' کے عنوان سے ایک مثنوی لکھی، ان کی اس نظم سے متاثر ہو کر تتبع میں کئی شعرا نے طبع آزمائی کی۔ ان کے ہاں یہ قومی جذبہ اور نقطہ نظر پیدا کرنے میں انجمن پنجاب اور سرسید تحریک نے اہم کردار ادا کیا۔ حالی کی شاعری میں جذبہ حب الوطنی، یکجہتی، اتحاد، قومی و ملی ہمدردی، وغیرہ جیسے تصور کی بنیاد ''انجمن پنجاب'' کے مشاعروں سے پیدا ہوئی، لیکن سرسید سے ملاقات کے بعد ان کی شاعری قومی و ملی مسائل کی آئینہ دار بن گئی۔ ان کی یہی شاعری جدوجہد آزادی کے لیے فکری شعور کا باعث بنی۔ انھوں نے انفرادی منفعت پر قومی منفعت کو ترجیح دی۔ اس نظم کے کچھ اشعار ملاحظہ کیجیے:

اے وطن اے میرے بہشت بریں
کیا ہوئے تیرے آسماں و زمیں
رات دن کا وہ سماں نہ رہا
وہ زمیں اور وہ آسماں نہ رہا
بیٹھے بے فکر کیا ہو ہم وطنو
اٹھو اہل وطن کے دوست بنو
تم اگر چاہتے ہو ملک کی خیر
نہ کسی ہم وطن کو سمجھو غیر
قوم جب اتفاق کھو بیٹھی
اپنی پونجی سے ہاتھ دھو بیٹھی
چھوڑو افسردگی کو جوش میں آؤ
بس بہت سوئے اٹھو اب ہوش میں آؤ(۷)

اگر اردو ادب کا تجزیہ کیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ اردو شاعری میں حب الوطنی کی روایت کا باقاعدہ آغاز، حالی کی نظموں سے ہوا۔ انھیں وطن کی زبوں حالی اور محکومی کا شدید احساس تھا۔ وہ اپنے ہم وطنوں کو انتشار اور نفاق میں دیکھ کر افسردہ ہو جاتے تھے۔ انھوں نے مبہم الفاظ سے اپنے ہم وطنوں کو ملکی آزادی کے لیے آپس میں اتحاد اور بھائی چارہ کو ناگزیر قرار دیا۔ پس اردو ادب میں آزادی کی روایت کا سہرا مولانا الطاف حسین حالی کے سر ہے۔

محمد حسین آزاد نے اپنی ملت اور قوم کی اصلاح کے لیے نثر کا طریقہ اختیار کیا۔ انھوں نے اصلاح معاشرہ کے لیے کئی مضامین لکھے جو اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کا ذریعہ بنے اور یہی اتحاد جدوجہد

آزادی اورتحریک آزادی کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔لیکن پھر بھی انھوں نے حب الوطنی اورآزادی کے جذبے کو بیان کرنے کے لیے نظم کا بھی سہارا لیا۔کرنل ہالرائڈ کے ساتھ انھوں نے انجمن پنجاب کی بنیاد ڈالی۔نثر کے علاوہ انھوں نے اپنی نظموں کے ذریعے ہم وطنوں کو دوستی، محبت، یگانگت، اتحاد اور امن کا پیغام دیا۔ان کی ایک نظم کے چند اشعار ملاحظہ کریں:

الفت سے سب کے دل سرد ہوں بہم
اور جو کہ ہم وطن ہوں وہ ہمدرد ہوں بہم
علم و ہنر سے خلق کو رونق دیا کریں
اور انجمن میں بیٹھ کے جلسے کیا کریں
لبریز جوش حب وطن سب کے جام ہوں
سرشار ذوق وشوق دل خاص و عام ہوں(۸)

اکبرالہ آبادی کا شماران شعرامیں ہوتا ہے جنھوں نے اپنی قومی روایات اورتہذیب وثقافت پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کی ہے۔ان کی شاعری اپنے دور کی ثقافتی، سماجی، تہذیبی اور سیاسی روایات کی عکاس ہے۔انھوں نے اپنی شاعری میں حب الوطنی اور آزادی کا پیغام دیا ہے۔وہ چوں کہ سرکاری ملازم تھے اس لیے انگریزوں کے مظالم کو بیان کرنے کے لیے انھوں نے شاعری میں طنز کا سہارا لیا ہے۔وہ اپنی نظم ''مستقبل'' میں اپنی تہذیب وثقافت کے زوال کی تشویش کا اظہار کرتے ہیں:

یہ موجودہ طریقے راہی ملک عدم ہوں گے
نئی تہذیب ہوگی اور نئے ساماں بہم ہوں گی
نہ خاتونوں میں رہ جائے گی یہ پردے کی پابندی
نہ گھونگھٹ اس طرح سے حاجب روئے صنم ہوں گے
عقائد پر قیامت آئے گی ترمیم ملت سے
نیا کعبہ بنے گا مغربی پتلے صنم ہوں گے
تمھیں اس انقلاب دہر کا کیا غم ہے اے اکبر
بہت نزدیک ہے وہ دن، نہ تم ہوگے نہ ہم ہوں گے(۹)

سرور جہاں آبادی نے وطن کا تصور ماں اور دیوی کی حیثیت سے پیش کیا ہے۔انھیں ہندوستان اور یہاں کے رسم ورواج، تہذیب وثقافت اورفطری مناظر سے عشق تھا۔ان کی نظمیں اتحاد و اتفاق، دوستی و یگانگت، امن وآشتی اورانسانی ہمدردی جیسے جذبات کی ترجمان ہیں۔ان کی نظموں میں ماضی کی محبت اور حال سے مایوسی اور وطن کی محکومی کا شدید احساس نظر آتا ہے،ان کی نظم'' خاک وطن'' سے چند اشعار ملاحظہ کیجیے:

آہ اے خاکِ وطن ، اے سرمہ نور نظر
آہ اے سرمایہ آسائش جان و جگر
تیرے دامن میں شگفتہ تھے کبھی قدرت کے پھول
گندھ رہے تھے تیری چوٹی میں کبھی وحدت کے پھول(۱۰)

علامہ اقبال کو آزادی کا پیشوا اور مصلح ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ انھوں نے ہندوستانی قوم میں اپنی نظموں کے ذریعے حب الوطنی کے جذبے کو فروغ دیا، جس سے لوگوں میں آزادی کا جذبہ پیدا ہوا۔ ان کا ہر شعر اور ہر نظم و غزل جذبہ، تحرک اور جدوجہد پیدا کرتی ہے لیکن ان کی نظمیں ہمالہ، تصویرِ درد، ترانہ ہندی، نیا شوالہ وغیرہ حب الوطنی کے اعتبار سے زیادہ قابل ذکر ہیں۔ وہ قومی اتحاد و قومی یکجہتی کے علم بردار تھے۔ انھوں نے تحریک آزادی کی جدوجہد میں عملی طور پر حصہ لیا۔ انھوں نے تحریک آزادی کی جدوجہد کو فکری مواد فراہم کیا اور لوگوں میں اپنی شاعری کے ذریعے شعور پیدا کیا۔ ان میں ملک وملت کے تصور کو اجاگر کیا اور انفرادی مفادات کو قومی مفادات پر قربان کرنے کی فکری، علمی اور عملی مثال پیش کی:

اٹھو مری دنیا کے غریبوں کو جگادو!
کاخِ امرا کے در و دیوار ہلا دو!
گرماؤ غلاموں کا لہو سوزِ یقین سے
کنجشک فرو مایہ کو شاہین سے لڑادو

مکر کی چالوں سے بازی لے گیا سرمایہ دار
انتہائی سادگی سے کھا گیا مزدور مات(۱۱)

جوش ملیح آبادی کے کلام میں جذبۂ حریت و آزادی کی قندیل روشن نظر آتی ہے وہ ''شاعر انقلاب'' کے نام سے مشہور ہوئے۔ ان کی نظمیں سماجی، سیاسی، ثقافتی اور معاشرتی روایات کی آئینہ دار ہیں اور وہ انقلابی سوچ وفکر سے لبریز ہیں۔ اُن کے پُر جوش اور ولولہ انگیز اندازِ بیان نے آزادی کے متوالوں کو سربکف ہونے پر آمادہ کیا:

کام ہے میرا تغیر نام ہے میرا شباب
میرا نعرہ انقلاب و انقلاب انقلاب(۱۲)

جوش کی انقلابی شاعری میں وطن پرستی کا جذبہ، ملک کو محکومی اور غلامی سے نجات دلانے کی تمنا و آرزو، جوش وولولہ اور حوصلہ وہمت پوری طرح نظر آتا ہے۔ وہ اپنی غزلوں اور نظموں میں انگریز حکومت سے بغاوت کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ نظم ''شکست زنداں کا خواب'' سے چند اشعار ملاحظہ کیجیے:

کیا ہند کا زنداں کانپ رہا ہے، گونج رہی ہیں تکبیریں
اکتائے ہیں شاید کچھ قیدی اور توڑ رہے ہیں زنجیریں
بھوکوں کی نظر میں بجلی ہے، توپوں کے دہانے ٹھنڈے ہیں
تقدیر کے لب کو جنبش ہے، دم توڑ رہی ہیں تدبیریں
کیا ان کو خبر تھی؟ سینوں سے جو خون چرایا کرتے تھے
اک روز اسی بے رنگی سے جھلکیں گی ہزاروں تصویریں
سنبھلو! کہ وہ زنداں گونج اٹھا جھپٹو! کہ وہ قیدی چھوٹ گئے
اٹھو! کہ وہ بیٹھیں دیواریں، دوڑو! کہ وہ ٹوٹیں زنجیریں (۱۳)

حسرت موہانی کا تعلق بھی اسی قبیل سے ہے جنھوں نے اپنی زندگی جدوجہد آزادی کے لیے وقف کردی تھی۔ وہ صرف اور صرف ملکی آزادی کے خواہاں تھے کسی جاہ و منصب کے نہیں۔ وہ بیک وقت ایک نڈر سیاست دان، شاعر، ادیب، صحافی اور نقاد تھے۔ ان کی بڑھتی مقبولیت اور آزادی کے پر جوش جذبے سے خوفزدہ ہوکر انگریزی حکومت نے ان کو پابندِ سلاسل کردیا، لیکن ان کی حُریت پسندی اور حُب الوطنی کے جذبات کسی صورت بھی ماند نہ پڑے اور وہ مسلسل لکھتے رہے۔ انھوں نے کئی نظمیں آزادی کے عنوان سے لکھیں جیسے جورِ غلامانِ وقت، نجات ہند وغیرہ۔ قید و بند کی صعوبتوں سے حسرت کے پائے ثبات میں ذرا بھر لغزش نہ آئی:

رُوح آزاد ہے خیال آزاد
جسم حسرت کی قید ہے بے کار

ہم قول کے صادق ہیں اگر جان بھی جاتی ہو
واللہ کبھی خدمتِ انگریز نہیں کرتے

غربت کی صبح میں نہیں ہے وہ روشنی
جو روشنی کہ شام سوادِ وطن میں تھی (۱۴)

اس کے علاوہ جن دیگر شعرا اور ادبا نے اپنے قلم کی طاقت سے جدوجہد آزادی کو جلا بخشی ان میں پریم چند، سعادت حسن منٹو، علی عباس حسینی، کرشن چندر، عصمت چغتائی اور راجندر سنگھ بیدی مجاز لکھنوی، بسمل عظیم آبادی، اشفاق اللہ خان، مولانا محمد علی جوہر، مولانا ابوالکلام آزاد، مولوی محمد باقر وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔

الغرض اُردو ادب نے تحریک آزادی سے قدم سے قدم ملا کر ہندوستانی عوام میں آزادی کا جذبہ پیدا کیا اور غلامی سے نفرت۔ آزادی کی عملی اور فکری جدوجہد میں اردو زبان و ادب کا نمایاں کردار

ہے، لازوال اردو شعرا، ادبا، زعما اور عوام کی قربانیوں کے نتیجہ میں ہمیں ایک آزاد خطہ ''پاکستان'' کے نام سے مل گیا۔

موجودہ دور میں ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم علامہ اقبال کے فلسفہ اتحاد، قائد کے زریں اصولوں اور اپنے شعرا و ادبا کی آزادی اور ملک و قوم کی ترقی کے لیے کی جانے والی کاوشوں کی پاسداری کرتے ہوئے، اردو زبان و ادب میں پاکستانیت پیدا کریں۔ آزادی مسلسل محنت، کوشش اور جدو جہد کا نام ہے۔ بہ حیثیت قوم ہم اپنی صفوں میں اتحاد و اتفاق پیدا کریں اور قوم کو متحد رکھنے کے لیے اردو زبان و ادب کو ایک اوزار اور ہتھیار کے طور پر استعمال کرتے ہوئے، ملک عزیز کو عظیم سے عظیم تر بنانے کے لیے ہم میں سے ہر کوئی اپنی اپنی سطح پر کردار ادا کرے۔

حوالہ جات

۱۔ میر تقی میر، کلیاتِ میر تقی میر، لکھنؤ: مطبع منشی نول کشور، بار دوم، ۱۸۷۴ء، ص: ۳۴۰

۲۔ آل احمد سرور، بحوالہ اردو زبان و قواعد، حصہ دوم، شفیع احمد صدیقی، نئی دہلی: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، ۲۰۰۸ء، ص: ۱

3. https://en.wikipedia.org/wiki/Maslow%27s_hierarchy_of_needs

۴۔ آل احمد سرور، بحوالہ اردو زبان و قواعد، حصہ دوم، شفیع احمد صدیقی، ص: ۱

۵۔ پنڈت جواہر لال نہرو، بحوالہ کتاب نما، ماہنامہ، نئی دہلی، اگست ۲۰۰۸ء، ص: ۲۳

۶۔ شارب رودلوی، مشمولہ: فکر و تحقیق، سہ ماہی، شمارہ ۳، جلد ۱۶، جولائی تا ستمبر ۲۰۱۳ء، ص: ۸۵

۷۔ الطاف حسین حالی، بحوالہ: ڈاکٹر ذاکر حسین، حالی حب وطن، دہلی: اردو گھر، ۱۹۴۳ء، ص: ۵۶

8. http://www.urdulinks.com/urj/?p=1894

۹۔ اکبر الہ آبادی، انتخاب اکبر الہ آبادی، نئی دہلی: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، ۱۹۷۰ء، ص: ۸۹

10. https://www.rekhta.org/rubaai/is-baag-men

۱۱۔ علامہ اقبال، بالِ جبریل، فرمان خدا، فرشتوں سے

۱۲۔ جوش ملیح آبادی، کلیات جوش، مرتبہ: ڈاکٹر عصمت ملیح آبادی، ص: ۱۲۷

۱۳۔ ایضاً، ص: ۱۲۷

۱۴۔ دیوان حسرت موہانی، ریختہ بکس

☆......☆......☆